

انتخاب شہادت

<?xml encoding="UTF-8?">

واقعہ کربلا رزم و بزم ، سوز و گداز کے تاثرات کا مجموعہ نہیں ، بلکہ انسانی کمالات کے جتنے پہلو ہو سکتے ہیں اور نفسانی امتیازات کے جو بھی اسرار ممکن ہیں ان سب کا خزانہ دار ہے ، سانحہ کربلا تاریخ کا ایک دلخراش واقعہ ہی نہیں ، ظلم و بربریت اور زندگی کی ایک خونچکاں داستان ہی نہیں ، فرمان شاہی میں درج ننگی خواہشوں کی روداد و فتنہ و سر ہی نہیں بلکہ حریت فکر ، نفاذ عدل اور انسان کے بنیادی حقوق کی بحالی کی ایک عظیم الشان تحریک بھی ہے ۔

واقعہ کربلا باقی تاریخی وقائع میں ایک ممتاز مقام اور جداگانہ حیثیت رکھتا ہے چنانچہ وہ اپنے منفرد وسائل و ذرائع اور بلند و واضح اہداف و مقاصد لے کر تاریخ کی پیشانی پر چمکتے ہوئے ستارے کی مانند نمایاں ہوا ، اور ظلم و جبر ، لاقانونیت ، جاہلیت کے افکار و نظریات ، ملوکیت کے تاریک اور اسلام دشمن عناصر کے بنائے ظلمت کدوں میں روشن چراغ بن کر ظہور پذیر ہوا ۔

جب اسلام کا چراغ خاموش کیا جا رہا تھا اور بنام اسلام خلاف دین و شریعت عمل انجام دیئے جا رہے تھے ، ضلالت کی تاریکی نے جہان کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا تھا انسان کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی آمرانہ سوچ کو جنم دے چکی تھی آمر مطلق کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کا درجہ اختیار کر چکا تھا اور گلشن بستی سے سر اٹھا کر چلنے کا موسم دل نواز رخصت ہو چکا تھا ، صرف اسلام کا نام باقی تھا ، وہ بھی ایسا اسلام کہ جس کا ربہر یزید پلید تھا ، لوگ کفر کو ایمان ، ظلم کو عدل ، جھوٹ کو صداقت ، مے نوشی و زنا کاری کو تقویٰ و فضیلت ، فریب کاری کو افتخار سمجھتے تھے اور حق کو اس کے ہمراہ جانتے تھے کہ جو قدرت کے ساتھ شمشیر بکف ہو ، اپنے اور بیگانے یہی تصور کرتے تھے کہ یزید ، خلیفہ پیغمبرؐ ، حاکم اسلام اور مجری احکام قرآن ہے چونکہ اس کے قبضہ قدرت میں حکومت اور طاقت ہے اور ہمیشہ ایسے ہی رہے گی کیونکہ یہ حکومت اسلامی ہے جس کا شعار یہ ہے کہ :

”ولا خبر جاء ولا وحی نزل“

گویا نقش اسلام ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹنے والا تھا اور انسانیت کے لیے کوئی امید باقی نہ رہ گئی تھی ہر طرف تاریکی اپنے گیسو پہلائے ہوئے تھی ۔

ایسے وقت میں خورشید شہادت نے طلوع ہو کر شہادت کی شاہراہ پر عزم و جرات کے ایسے بہتر چراغ روشن کئے کہ جو محکوم اقوام ، مظلوم طبقات اور استعمار کے خلاف اپنی آزادی کی جنگ لڑنے والے حریت پسندوں کے لئے مینار نور بن گئے حسین (ع) نے اپنی شہادت کے ذریعہ اعلان کر دیا تاریکی نہیں ہے ، اسلام صرف طاقت کا نام نہیں ہے ، حق و حقیقت آشکار ہو گئی اور حجت خلق پر تمام ہو گئی ۔

جب امام حسین نے یہ دیکھا کہ اسلام کے پاکیزہ و اعلیٰ ترین نظام کی حفاظت کی ضمانت فراہم کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے تو آپ نے دل و جان سے شہادت کو قبول فرمایا کیونکہ اصول و عقائد تمام چیزوں سے برتر ہیں ہر شے ان پر قربان کی جا سکتی ہے مگر انہیں کسی شے پر قربان نہیں کیا جا سکتا

امام حسین نے شہادت کو اس لیے اختیار کیا کیونکہ شہادت میں وہ راز مضمر تھے کہ جو ظاہری فتحیابی میں نہیں تھے ، فتح کے اندر درخشندگی شہادت نہیں تھی ، فتح ، گوہر کو سنگ سے جدا نہیں کر سکتی تھی ، شہادت

دل میں جگہ بناتی ہے جب کہ فتح دل پر اثر کرتی بھی ہے اور کبھی نہیں بھی ، شہادت دلوں کو تسخیر کرتی ہے فتح یابی پیکر کو، شہادت ایمان کودل میں ڈالتی ہے ، شہادت ہمت و جرات لاتی ہے ۔ شہادت مقدس ترین شے ہے اس کو آشکارا ہونا چاہئے ، اگر شہادت علنی و آشکارانہ ہو تو ہلاکت سے نزدیک ہوتی ہے ۔

امام حسین شہادت کے راستہ کو اختیار و انتخاب کرنے میں آزاد تھے ، دلیل آپ کا مکتوب ہے :
حسین بن علی کی جانب سے محمد بن حنفیہ اور تمام بنی ہاشم کے نام : تم میں سے جو ہم سے آملے گا وہ شہید ہو جائے گا اور جو ہمارے ساتھ نہیں آملے گا وہ فتح و کامیابی و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو گا۔
(کامل الزیارات ص ۷۵ بحار ج ۴۴ ص ۲۳۰)

اگر امام حسین ظاہری فتح کو انتخاب کرتے تو دنیا میں شاید پہچانے نہیں جاتے اور حسین بن علی کا وہ کردار کہ جو کلید سعادت تھا بشریت پر آشکار نہ ہو پاتا ۔ حسین چاہتے تھے کہ نبی اکرم کادین مٹنے نہ پائے اور انسانیت تکامل کی راہوں کو طے کر جائے لہذا فتح ظاہری کو چھوڑ کر شہادت عظمیٰ کو اختیار کیا کہ جس نے فکر بشری رہنمائی اور اخلاق و کردار کو بلند و بالا کر کے جنبش فکری و جنبش عاطفی کو دنیا میں ایجاد کر دیا، عزاداری امام حسین جنبش عاطفی کا ایک جاویدان نمونہ ہے ۔

شہادت حسینی کے اثرات میں مشہور ہے کہ عاشور کے دن سورج کو ایسا گھن لگا کہ اس دن دوپہر کو ستارے نکل آئے (نفس المہموم ص ۶۸۲)

خون حسین آب حیات تھا کہ جس نے اسلام کو جاوید کر کے معرفت کے گراں بہا در کو بشریت کے سامنے پیش کرتے ہوئے صحیح راہ دکھا کر انسانیت کو ہمیشہ کے لئے اپنا مرہون منت کر دیا ۔ (پیشواۃ شہیدان ص ۹۷)